The Lighthouse Journal of Literature & Linguistics, Vol. 01, Issue 02, Winter 2022, pp. 28-35

میرزا ادیب کے ڈراموں کا فکری مطالعہ

عدنان عامر [1]   تحسین بی بی [2]

ABSTRACT

Undoubtedly, many famous play Writers in Urdu language and literature have offered their services and one of them is also named Meerza Adeeb. Meerza Adeeb's real name was Dilawar Hussain. He belonged to a middle class family in Lahore. The reason is that he fully represented the middle class in his various genres and especially in Urdu Dramas. Meerza Adeeb always kept high moral and positive values in his Urdu Dramas keeping in the view the common man and his social problems. Meerza Adeeb presented unparalleled dramas while experimenting in long and short Urdu Dramas. He often used short and simple dialogues. He always believed in philanthropy and compassion. He gave positive messages to the society through his plays. That is why in this Article I tried to give a brief overview of Meerza Adeeb's services regarding Urdu Dramas.

Keywords: *Meerza Adeeb, Drama, Social Issues, Techniques, Simplicity*

تعارف

اس دنیا میں رہنے والا ہرشخص اپنی سوچ کے مطابق ایک فنکار ہے جو کہ ہمہ وقت کوئی نہ کوئی کردار ادا کرتا رہتا ہے۔جب کہ ڈراما ایک ایسی صنفِ ادب ہے جو اپنے مختلف تکنیکی یا فنی لوازمات کے اعتبار سے ہرانسان کے ساتھ کسی نہ کسی طورجڑا رہتا ہے۔یہی وجہ ہے کہ جب بھی ڈراما پر بات ہوتی ہےتوشیکسپئرکا یہ تاریخی جملہ ذہن کے کسی کونے میں سرگوشیاں کرتا ہے۔کہ ''یہ دنیا ایک اسٹیج ہے اور ہم سب اس کے کردار ہیں۔''

لفظ ڈراما (Drama)یونانی زبان سےا خذ کیا گیا ہے۔تاہم مختلف زبانوں کے ادب میں اسے الگ الگ ناموں سے لکھا اورپکارا جاتا ہے۔جن میں کھیل،ناٹک،نقل،بیلےشی اور ڈراما قابلِ ذکر ہیں۔اگر ڈراما کےتمام نام اور معنوں کا مجموعی جائزہ لیا جائے تو اس کا مفہوم''کچھ کر کے دکھانا ''نکلتا ہے۔انسان شروع دن سے ہی کچھ کر دکھانے یا کچھ دیکھنے کا شوقین ہے۔یہی شوق اس کے اندر نئے نئے کام کرنے کا جذبہ پیدا کرتا ہے۔ڈراما کا اصل مقصد یا اس کی بنیاد ہی کچھ کر کے دکھاناہے۔اور یہ تمام عمل اُس وقت اپنے پایہ تکمیل تک جا پہنچتا ہے جب دیکھنے والے اس سے لطف اندوز ہوتے ہیں۔عمل ایسا لفظ ہےجو ڈراما کو افسانوی ادب کی دیگر اقسام یعنی داستان،ناول،اور افسانہ سے ممتاز کرتاہے۔کیونکہ داستان،ناول،افسانہ اور ڈراما قصے ہی کے مختلف روپ ہیں ۔تاہم ان تمام کے مابین سب سے بڑا فرق عمل ہے۔ڈراما کی تعریف ڈاکٹر سلیم اختر ان الفاظ میں کرتے ہیں:

ڈراما کی اصل لفظ ''ڈراؤ''ہے۔جس کا مطلب ہے کر کے دکھانا ۔(۱)

ایک وقت تھا جب انسان ازمنہ قدیم میں صرف رقص اور سرور کا دلدادہ تھا اور ان کی انجمنیں شوق سے سجایا کرتا تھا۔جس کے لئے الگ الگ موقعوں یا کسی مخصوص تہوار پر اس طرح کی محفلیں سجائی جاتیں تھیں۔پھرآہستہ آہستہ انسان نے چھوٹے چھوٹے کھیل شروع کیے جنھیں ڈراما کی بالکل ابتدائی صورت کہا جاتا ہے۔پُرانےزمانے میں ان کھیلو ں کا مقصد مصر یا ایران میں

---

[1] **پی ایچ۔ڈی ،ریسرچ اسکالر، شعبہ لسانیات و ادبیات (اُردو)**
قرطبہ یونیورسٹی آ ف سائنس اینڈ ٹیکنالوجی،پشاو
[2] **ایسوسی ایٹ پروفیسر،شعبہ لسانیات و ادبیات(اُردو)**
قرطبہ یونیورسٹی آ ف سائنس اینڈ ٹیکنالوجی،پشاو
Corresponding Author's Email: adnanaamir30@gmail.com

Manuscript Received: May 09, 2022
Manuscript Accepted: 29 Nov, 2022

دیوی دیوتاؤں کی پوجا پاٹ یا پھر میت کو دفنانے کی رسومات ادا کرنا ہوتا تھا۔ان ڈراموں کی خاص بات یہ تھی کہ اپنے ابتدائی ایام میں یہ کسی صحن کی چاردیواری کے اندر کھیلے جاتے تھے۔تاہم رفتہ رفتہ ڈرامایو نان سےترقی کے منازل طے کرتا ہوا یورپ جا پہنچا۔جہاں شیکسپئر،مولیر،مارلواوربرنارڈ شاہ جیسے عظیم ڈراما نگاروں نے اس صنف کو بامِ عروج تک پہنچانے میں اہم کردار ادا کیا۔

اس دنیا میں بسنے والےتقریباً تمام لوگوں کی زندگی بھی ڈراما ہی سے مشابہت رکھتی ہے۔جس کا ہر ایک انسان کسی نہ کسی کردار کے روپ میں اپنے جلوے بکھیرتا ہوانظر آتاہے۔ہربشرکی زندگی سے مختلف قسم کے حالات و واقعات جڑے ہوتے ہیں۔انھی حالات و واقعات کو اُردو ادب کے ادبا اور شعرا نے مختلف اصناف اور اُن کی صفات کی وساطت سےاُبھارنے کی کوشش کی ہے۔کسی نے اسے ناول میں آزمایا،کسی نے اسے افسانے میں، کسی نے داستان تو کوئی اسے ڈراما کی صورت میں سامنے لایا۔جب کہ شعرا نے اپنے خیالات کو اشعار کی صورت میں ڈھال کر اپنے طور کچھ پیش کرنے کی کوشش کی۔

اُردو ادب میں موجود دیگر اصناف کی نسبت نثر میں''افسانوی ادب''کےمرہونِ منت کسی بات یا کردار کی جس طرح تشریح ہو سکتی ہے وہ کسی دوسری صنف میں قدرےمشکل ہے۔افسانوی ادب ادبا کو وہ میدان مہیا کرتا ہے جہاں وہ اپنے قلم کےذریعےکھل کر کھیل سکتے ہیں۔جس کی سب سے بڑی وجہ اس میں موجود قصہ،پلاٹ یا کہانی کو گردانا جا سکتا ہے۔کیونکہ یہ ایسی چیزیں ہیں جو مصنفین کواپنے اظہارِ خیال کے لئے بھر پور مواقع فراہم کرتی ہیں۔بقول پروفیسر انور جمال:

ڈرامے کی سادہ ترین تعریف یہ ہے ۔''زندگی کے واقعات کو منصوبے کے تحت سٹیج پر عملی صورت میں پیش کرنا ڈرامہ ہے۔''(۲)

ڈراما کا آغاز یونان سے ہوا اور پھر آہستہ آہستہ آریائی ہندوستان میں اس کی بتدریج ترقی ہوتی گئی۔جس کا راز اس میں موجود مذہبی رنگ اور اس کے مختلف عناصر کا نمایاں ہونا تھا۔تاہم ان ہی وجوہات کی بنا پرشروع شروع میں مسلمانوں میں ڈرامے کی صنف کو زیادہ پذیرائی نہیں مل سکی۔خاطر غزنوی ڈرامے کے متعلق اپنے خیالات کا اظہار یوں کرتے ہیں:

ڈراما چاہے ریڈیو کا ہو ،فلم کا یا ٹیلی و یژن کا ہو تھیٹر کی پیداوار ہے۔(۳)

اُردو ڈراما اپنے ابتدائی ایام میں جس کش مکش کا بھی شکار رہاہو اس بات سے انکار ممکن نہیں کہ اب یہ ایک اٹل حقیقت کا روپ دھار چکا ہے۔ڈراما کے اندرموجود معاشرے کے مختلف اصلاحی و سماجی شعور نے اسے شہرت کی بلندیوں پر پہنچا دیا ہے۔دنیا کے دیگر ممالک اور زبانوں کے ادب میں موجود ڈرامے کو ملنے والی پذیرائی کے ساتھ ساتھ اس صنف کو برِ صغیر پاک و ہنداور خاص کرپاکستان میں شہرت پائے کافی عرصہ بیت چکا ہے۔جس کی ایک بڑی وجہ یہاں کے ڈراموں کا زندگی کے حقائق سے قریب تر ہونا ہے۔پاکستان میں اُردو ڈرامے کا مستقبل انتہائی تابناک ہے۔کیونکہ یہاں اس میدان میں شروع سے لےکر آج تک بے شمار،قابل ترین اور ہونہار ڈراما نگاروں نے طبع آزمائی کی ہے۔اور اُنھی میں ایک اہم نام میرز ا ادیب کا بھی ہے۔جنھوں نے بلاشبہ اپنی تخلیقی قوتوں کا استعمال اُردو ڈراموں کی کہانیوں میں بھر پور انداز میں کیا ہے۔میرزا ادیب نے ہمیشہ ہلکے پھلکے اور دلچسپ انداز میں معاشرے کو مثبت پیغامات دینے کی کوشش کی ہے۔اُنھوں نےدیگر اصناف کے ہمراہ خاص طور سے ڈراما کی صنف میں کمال مہارت کا مظاہرہ کرتے ہوئے ناظرین کے دلوں میں اپنا مقام پیداکیاہے۔

اُردو زبان میں دیگر اصناف کے برعکس ڈرامے کی صنف کی بے تحاشا مقبولیت کی سب سے بڑی وجہ اس کے اندر کہانی کو کرداری صورت میں پیش کیا جانا ہے۔چاہے وہ کہانی ریڈیائی ڈراما کی صورت میں نشر ہو،اسٹیج پر براہِ راست ہو یا پھراسے ٹیلی ویژن پرپیش کیا

جائے۔دیگر اصناف کی بہ نسبت ڈرامے کی شہرت کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ یہ تمام عمر کے افراد اور ہر صنف میں یکساں مقبول ہے۔جس کےوسیلےسے انسانی زندگی کے مختلف پہلوؤں اور مشکل سے مشکل ترین حالات و واقعات اور مسائل کو آسانی سے اُجاگر کیا جا سکتا ہے۔رفیع الدین ہاشمی ڈرامے کے بارے یوں گویا ہوتے ہیں:

ڈراما وہ کہانی ہے جو مختلف کردار اپنی گفتگو اور اپنے عمل کے ذریعےاسٹیج پر پیش کرتے ہیں۔(۴)

پاکستان میں اُردو ڈراموں کی مقبولیت کا گراف دن بدن بہتر ہوتا جا رہا ہے۔کیونکہ یہاں ہرطرح کے ناظرین کے ذوق کو مدِ نظر رکھتے ہوئے مختلف قسم کے ڈرامے تخلیق کیے جاتے ہیں۔جن میں بعض ڈراما نگار سنجیدہ جب کہ بعض مزاحیہ ڈراموں کے مرہونِ منت مختلف عناصر کی عکاسی کرتے ہیں۔کرنل غلام سرور کے خیال میں:

میرزا ادیب کی شخصیت اور فن کے کئی پہلو ہیں۔ان کی تصانیف کی فہرست طویل ہے۔افسانہ، ڈرامہ،تنقید ،ترجمہ اور کالم نگاری میں اُنہوں نے اُردو ادب کی گراں بہا خدمات سر انجام دی ہیں۔(۵)

میرزا ادیب کی پیدائش ''۴ اپریل ۱۹۱۴''کو ہوئی۔آپ لاہور کے ایک متوسط گھرانے میں پیدا ہوئے۔میرزاادیب کے نام سے مشہور شخصیت کا اصل نام سید دلاورعلی حسین تھا۔۱۹۳۱ میں میرزا ادیب نے اسلامیہ ہائی اسکول بھاٹی گیٹ لاہور سے میٹرک کا امتحان پاس کیا ۔۱۹۳۵ میں اسلامیہ کالج سے بی اے آنرز کیا۔۱۹۳۵ میں آپ نےرسالہ ''ادبِ لطیف ''کی ادارت سنبھالی اور ایک طویل عرصے تک اُس سے وابستہ رہنے کے بعدریڈیو پاکستان سے منسلک ہو گیے۔

شروع شروع میں میرزا ادیب اشعار کہا کرتے تھے۔اس دوران اُنھوں نے عشقیہ اور رومانوی داستانیں بھی لکھی۔ابتدامیں اُن کا تخلص ''عاصی'' پھر'' ادیب'' اور بعد میں'' میرزا ادیب'' بن گیامیرزا ادیب نے اُردو ادب کی مختلف اصناف میں اپنا زورِقلم آزمایاہے۔جن میں افسانہ ،تنقید،تبصرہ،کالم اور ڈراما قابلِ ذکر ہیں۔ یہی نہیں بلکہ اُنھوں نےبچوں کےلئےبھی کہانیاں،ناول اورڈرامےلکھےہیں۔ڈاکٹر غلام حسین اظہرمیرزا ادیب کے بارے میں یوں رقم طراز ہوتے ہیں:

محمد حسین آزاد کی تخیل آ فرینی اور مرقع نگاری کا جادو ،فرحت اللہ بیگ کا بات سے بات پیدا کرنے کا اندازِ بیان،منٹو کی ژرف بینی،تیکھا پن اور بے باکی کا جوہراس کے یہاں با اندازِنو عجب دل نشیں انداز کار فرما ہے،جس کی مدد سےوہ بڑی چابک دستی اور سلیقہ شعاری سے
مختلف شخصیتوں کی خارجی اور داخلی زندگی کو بے نقاب کرتا ہے۔(٦)

میرزا ادیب نے ہمیشہ اپنے ڈراموں کےموضوعات میں عام انسان اور سماجی مسائل کو مدِنظر رکھاہے۔وہ زندگی کی رنگینیوں سے اخلاقی دائرے میں رہ کر لطف اندوز ہونا چاہتے تھے۔یہی وجہ ہے کہ اُنھوں نے ہمیشہ اپنی کہانیوں میں اخلاق کا درس دیا۔ میرزاادیب گھریلو مسائل کوماہرانہ انداز سے اُجاگر کرنے کافن اچھی طرح جانتے تھے۔اُنھوں نے اُردو ڈراموں کی طویل اور مختصر دونوں قسم کی کہانیوں میں اپنا لوہا منوایا۔اُن کےاُردو ڈراموں کےموضوعات دیگر مصنفین سےہمیشہ منفرد رہے ہیں۔اُنھوں نے اپنےمختلف ڈراموں میں اساطیری عناصر کے ہمراہ دورِجدید کی روایات کو بھی برقرار رکھاہے۔ میرزا ادیب نے بہت سی لازوال تخلیقات مرتب کی ہیں۔تاہم یک بابی ڈراموں میں وہ اپنی مثال آپ ہیں۔ اُن کی مشہور و معروف تصانیف میں ''صحرا نورد کے خطوط،صحرا نورد کے رومان،شیشہ و سنگ ،ناخن کا قرض ،پہاڑکی چوٹی پر،شیشے کی دیوار ،حسرتِ تعمیر ،ان داتا،دنیائےآرزو ،فصیلِ شب،ساتواں چراغ، آنسو اور ستارے،لہواورقالین،گدھا

کہانی ،مثالی طالبِ علم،ستون،دستک،پسِ پردہ،خوابوں کے مسافر،اور ماموں جان''وغیرہ قابلِ ذکرہیں۔

میرزا ادیب نےتقسیمِ ہند کے بعدبرِصغیر پاک وہندمیں اُردوکےیک با بی ڈراموں (ONE ACT PLAY)کو بھی بامِ عروج تک پہنچانے میں نہایت اہم کردار ادا کیا ہےڈراموں کا مجموعہ''لہو اور قالین''میرزاادیب کے یک بابی ڈراموں کےمجموعوں میں ایک نہایت خوبصورت اور زبردست کاوش ہے۔اس مجموعے کے مختلف ڈراموں میں اُنھوں نے معاشرے میں پائے جانے والے ایسے مسائل کی نشاندہی کی ہے جوکہ ہماری زندگی میں کہیں نہ کہیں روز مرہ کےمعمولات کا حصہ بن چکے ہیں۔یک بابی ڈراموں کے بارے میں ڈاکٹر محمد حسن کی رائے کچھ اس طرح سے ہے:

یک بابی ہونے کی وجہ سے ڈرامہ نگار کے پاس بہت ہی محدود وقت ہوتاہے،اور اس مختصر سے وقفے میں اسے زندگی کا ایک اطمینان بخش اور نمائندہ زاویہ پیش کرنا ہوتا ہے۔(۷)

میرزا ادیب نے اُردو ڈراموں میں مشاہدات کے رجحانات کو نیا رنگ دیا۔اُنھوں نے جہاں جنم لیا وہاں کے مسائل کو ہمیشہ اپنے دل و دماغ پر سوار رکھا۔جن کی جھلک ہمیں گا ہے بگاہے اُن کےمختلف اُردو ڈراموں میں نظرآتی ہے۔میرزا ادیب نے اپنے مختلف اُردو ڈراموں میں نفسیاتی پہلوؤں،طبقاتی تقسیم،تہذیبی اقدار،سیاسی و سماجی استحصال،غربت و افلاس،اساطیری عناصراور جدیدیت کو نئے رنگ و ڈھنگ سے پیش کرتے ہوئے دوسرے لوگوں کو بھی اپنی تقلید پر مجبور کیا۔اُنھوں نے اکثر اوقات ماضی اور حال کو آپس میں اس انداز سے جوڑا جس کی مثال ہمیں دیگر ادبا کے ہاں نہایت کم ملتی ہے۔وہ ہمیشہ ماضی کی تلخیوں کو بھلا کر حال اور مستقبل میں جینے کی تلقین کرتے ہیں۔ ڈراما ''دیوار''میں میرزا ادیب نے اپنے جذبات کا اظہار کچھ ان الفاظ میں کیا ہے:

انسان اپنے بچپن کو بھول نہیں سکتا۔کسی حالت میں بھی فراموش نہیں کر سکتا۔بچپن کی میٹھی یاد،دور سے آتی ہوئی شہنائی کی آواز کی طرح کبھی نہ کبھی ضرور اس کے دل میں تیرنے لگتی ہے۔(۸)

میرزا ادیب کے ڈراموں میں سہل پسندی اور حقیقت نگاری کے عناصر پوری آب و تاب سے جھلکتے ہیں۔اُنھوں نے اپنے اُردو کے ڈراموں میں زیادہ تر متوسط طبقہ کی نمائندگی کی ہے۔چونکہ اُن کا اپنا تعلق ایک متوسط گھرانے سے تھا اس لئے وہ اس طبقہ ہائے فکر کے مسائل سے خوب اچھی طرح واقف تھے۔یہی وجہ ہے کہ اُن کے اکثر و بیشتر اُردو ڈراموں میں فطری سادگی نمایاں نظر آتی ہے۔میرزاادیب صحیح معنوں میں معاشرے کے نبض شناس کی حیثیت رکھتےتھے۔اُنھوں نےاپنےڈراموں کی کردارنگاری میں گہرے مشاہدے ،انمول بصیرت اور فنکارانہ گرفت سے کام لیا ہے۔اُن کےڈراموں کےزیادہ تر مکالمے مختصرلیکن موقع و محل کی مناسبت سےمعقول ہیں۔جس کی وجہ سےاُن کے ڈراموں میں قارئین یانا ظرین کی دلچسپی شروع سے لے کر آخر تک برقرار رہتی ہے۔ جو کسی بھی کامیاب ڈراما نگار کی سب سے بڑی خوبی کہلائی جاتی ہے۔ ڈاکٹر غلام حسین اظہرمیرزا ادیب کے بارے میں ایک جگہ پر لکھتے ہیں:

میرزا ادیب کا یہ نظریہ شخصیت اسے فرد کی زندگی کے مطالعے میں انفرادی اور اجتماعی زندگی کو بیک وقت نظر میں رکھنے پر اُبھارتا ہے۔اور انسان کو اکثر کوتاہیوں کو معاف کر دینے کا ظرف بھی عطا کرتا ہے۔(۹)

میرزا ادیب نے مختلف انسانی رشتوں اور ان کے مابین موجود تناؤکو بڑی عمدگی سے اپنے ڈراموں میں موضوعِ بحث بنایاہے۔مثلاً بعض اوقات ایک عورت ایک ہی وقت میں ماں، بہن، بیٹی ،بیوی، ساس اور بہو کا کردار ادا کر رہی ہوتی ہے۔اس دوران اُسے مختلف رویوں کابھی سامنا کرنا پڑتا ہےاور کئی بار یہ رویے مختلف انداز سے اُس کی شخصیت پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ایسے

میں میرزا ادیب کےاُردو ڈرامے ''اپنا گھر،نئی ہمسائی،اپنا اپنا راگ''اور ''دیوار''نہایت اہم ہیں۔ جن میں عورتوں کے حوالے سے متذکرہ بالا پہلوؤں کے علاوہ اُن کی نفسیات کا بھی بڑی عمدگی سےاحاطہ کیا گیاہے۔اس سلسلے میں یک بابی ڈرامے ''دیوار''میں موجود درج ذیل اقتباس قابلَ غور ہے:

اور پھر سب سے بڑی بات یہ ہے کہ میں اپنی چھوٹی بہن کے لئے ماں بھی ہوں،بہن بھی اور

سہیلی بھی۔وہ مجھے اپنا سب کچھ سمجھتی ہےپہلا اور آخری سہارا جانتی ہے۔(۱۰)

میرزا ادیب نے اپنے فن کے مرہونِ منت اُردو ڈراموں میں معاشرے کے مختلف اقدار کی جہات کو بھی خوب اُبھارا ہے۔اُن کے نزدیک کوئی بھی انسان بُرا پیدا نہیں ہوتا ۔بلکہ یہ معاشرہ اور اس میں رہنے والے لوگوں کے رویے انسان کی شخصیت پر اثرانداز ہوتے ہیں۔اُنھوں نے اپنے بعض ڈراموں مثلاً''سحر سےپہلے''،''سیکرٹری''اور''علاج''میں معاشرتی پس منظر کی عکاسی نہایت زبردست اندازسےکی ہے۔کیونکہ اُن کے نزدیک چور،لٹیرے، اورطوائف جیسے لوگ معاشرے کے لئے باعثِ زحمت ہونےکےباوجود اسی معاشرے کا حصہ ہیں۔اُن کے اندر کا انسان عزت دار انسانوں سے بڑھ کر سماجی شعور رکھتا ہے۔ڈراما ''سیکرٹری''میں میرزا ادیب نے مختلف قسم کے حالات و واقعات اور انسان کے اپنے بنائے ہوئےاُصولوں کے باوصف انسانی جذبات،انسانیت اور انسان کی فضیلت کو تمام باتوں پر فوقیت دی ہے۔اس سلسلے میں ڈراما ''سیکرٹری''کےمندرجہ ذیل مکالمے توجہ طلب ہیں:

پروفیسر : اب میری رائے تبدیل ہو چکی ہے۔

سیکرٹری : آپ کی رائے تبدیل ہو چکی ہے؟

پروفیسر : اب آپ صرف اس شرط پر یہاں رہ سکتے ہیں کہ منطق کو دماغ سے نکال دیں۔

سیکرٹری : میں منطق کو دماغ سے نکال دوں تو باقی کیا رہ جائے گا؟

پروفیسر : انسانیت۔

سیکرٹری : پروفیسر صاحب ! میں منطق کو اپنے دماغ سے نہیں نکال سکتا۔

پروفیسر : تو مجھے افسوس ہے میں آپ کو یہاں سے نکالنے پر مجبور ہوں۔(۱۱)

میرزا ادیب کی ایک اورمہارت جو اُنھیں دوسروں سے ممتاز کرتی ہےوہ انسانی ذہن کے اندر برپا ہونے والی بدحواسی اور تناؤکی پیش کش ہے ۔وہ انسانی سوچ کو ہر زاوئےسے پرکھنے کا فن بخوبی جانتےتھے۔جس کی وجہ یہ ہے کہ میرزا ادیب ہمیشہ سے ہی اپنے آس پاس کے ماحول کےساتھ منسلک رہے ۔وہ اپنے ڈراموں کی کہانیوں میں عام انسان کے مسائل کو اُجاگر کرنے کا ہنر اچھی طرح جانتےتھے۔ سجاد حارث میرزا ادیب کے بارے میں لکھتےہیں:

میرزا ادیب ایک سچے فنکار کی طرح زندگی کا بڑا گہرا اور پُر خلوص مشاہدہ و مطالعہ کرتے ہیں وہ انسانی اذیتوں کے اسباب و علل معلوم کرنے کی سعی کرتے ہیں اور پھر اپنے مشاہدات کو حیرت انگیز توازن و عدل کے ساتھ ڈرامائی پیکر میں ڈھالتے ہیں۔(۱۲)

میرزا ادیب نے اکثر اوقات اپنی تخلیقات میں چھوٹے چھوٹےمکالموں کااستعمال کیاہے۔اُن کے ان مکالموں کی سب سےبڑی خوبی یہ ہے کہ وہ نہایت پُر اثر اور زندگی سے قریب تر ہیں ۔اُن کےمکالوں میں ہمیں اصل زندگی کا عکس اور اپنائیت دکھائی دیتی ہے۔اُن کے زیادہ تر اُردو

ڈراموں کا پلاٹ نہایت سلیس ہے ۔جن میں لوگو ں کے لئے ایک خاص مقصد چھپا ہوتاہے۔اس ضمن میں ڈراما ''شیشے کی دیوار''میں درج ذیل مکالمے اہمیت کے حامل ہیں:

رُشدی : کچھ سُوجھا ہے۔

فیضی : سچ پوچھتے ہو؟

رُشدی : تو کیا جھوٹ موٹ پوچھوں گا؟

فیضی : کچھ سُوج ہی نہیں رہا !

رُشدی : دراصل ابھی موڈ بنا نہیں۔

فیضی : ویسے یہ روشنیاں نہایت خوبصورت اور دلآ ویز ہیں۔

(رُشدی یوں سر جھکائےکھڑا ہےجیسے کچھ سوچ رہا ہے)

سوچ کیا رہے ہو؟

رُشدی : فنکار کو الہام ہوتا ہے۔

فیضی : بالکل درست کہتے ہو۔۔۔ہمارا الہام ان روشنیوں میں کہیں چُھپا ہُوا ہے۔(۱۳)

انسان کا سب سے بڑا رہنما اُس کا ضمیر ہوتا ہے ۔ اگر یہ زندہ ہو تو انسان بُرے کاموں کی طرف مائل نہیں ہوتا۔لیکن اگر کسی انسان کا ضمیرمر جائے تو اُس سے کسی بھی اچھے کام کی توقع رکھنا بے سود ثابت ہوتا ہے۔میرزا ادیب نے ہمیشہ کسی نہ کسی بہانے لوگوں کے ضمیر کو جھنجھوڑنے کی کوشش کی ہے۔اُنھوں نےاپنے اُردو ڈراموں میں مختلف فنی عناصر کااستعمال نہایت ماہرانہ انداز سے کیا ہے۔بعض ڈراموں میں میرزا ادیب نے تمثیلی انداز اپنایا ہے ۔جس کی سب سے بڑی مثال ڈراما''دستک''ہے۔اس ڈرامے کا نام دستک بذاتِ خود ایک تمثیل ہے اور یہ دروازہ کھٹکھٹانے کی آواز نہیں بلکہ انسانی ضمیر کی آواز ہے۔جسے دستک کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔اس ڈراما کا مقصد یہ بتانا ہے کہ انسانی ضمیر کیاہے۔اگرکسی انسان کا ضمیر زندہ ہو تو وہ اُسے ہر برے کام پر سرزنش کرتا رہتا ہے ۔ کیونکہ یہ انسان کے اندر کی آواز ہے جو اکثر اوقات اچھائی پر خوش اور برائی پر خلش کرتی رہتی ہے۔ ڈاکٹر محمد حسن کے مطابق:

میرزا ادیب کا رویہ بنیادی طور پر انسان دوستی کا رویہ ہے۔جو انسان کی آرزو مندی اور حالات سے اس کی کشمکش کو دلچسپی اور روشن اعتماد کے ساتھ دیکھتا ہے۔ (۱۴)

میرزا ادیب کےفن اور خاص طور سے اُردو ڈراموں کا جائزہ لیا جائے تو یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ اُنھوں نے ہمیشہ معاشرے کے مثبت پہلوؤں کو اُجاگر کرنے کی کوشش کی ہے۔اپنےاُردو ڈراموں میں سماجی اور معاشرتی اصلاح کے مقاصد کو رومانوی فضا کے ذریعے اُبھارنا میرزا ادیب کا وتیرہ رہا ہے۔ تاہم اُنھوں نے اپنے فن کو مقصد پر قربان ہونے سے بچا رکھا ہےڈاکٹر سلیم اخترمیرزا ادیب کے بارے میں یوں رقمطراز ہوتے ہیں:

میرزا کے بارے میں ایک دلچسپ بات یہ ہے کہ ابھی تک اس کا فن کسی جگہ رکنے نہیں پایا۔یہ اس کا کمال ہےکہ اس نے ہر اس صنف میں کمال حاصل کیا جس پر اس نے توجہ صرف کی۔(۱۵)

میرزا ادیب نےاُردو ڈراموں کے تمام فنی عناصراورتراکیب کااستعمال نہایت سلیقےسےکیاہے۔اُنھوں نےہمیشہ اپنےڈراموں میں برجستہ مکالموں کےذریعےپلاٹ کی تشکیل کےعلاوہ کہانی میں تسلسل کا عمدگی سے خیال رکھاہے۔ان تمام چیزوں کابر محل برتاؤ میرزا ادیب کی ذہنی صلاحیتوں کی عکاسی کرتا ہے۔یہی وجہ ہے کہ اُن کے ڈراموں کے دوران ناظرین کسی

بھی لمحےڈراماکی گرفت سے آزاد نہیں ہوتے۔میرزا ادیب کی ڈراما نگاری کے حوالے سے رفیع الدین ہاشمی کا قول ہے:

میرزا ادیب نے بڑی لگن محنت اور استقلال کے ساتھ ڈرامہ نویسی کی ترویج میں حصہ لیا ۔

ڈرامے کی تاریخ میں ان کا نام سنگِ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔ (۱۶)

میرزاادیب ایک سچے اور کھرے انسان تھے۔زندگی کےمتعلق اُن کا مطالعہ نہایت وسیع تھا۔وہ ہمیشہ طاقتور کے مقابلے میں کمزور کے حامی رہے ہیں۔وہ ہمہ وقت اُن اسباب کی تلاش میں رہے جن کے باعث انسان مختلف اذیتوں سے دوچار ہوتا ہے۔اُنھوں نے زندگی میں ہونے والے تجربات اور مشاہدات کو ایک سچے عادل کی نظر سے دیکھنے کے بعد ڈرامائی سانچے میں تراشا ہے۔

میرزاادیب متوسط طبقہ کے نمائندہ تھے۔اسی وجہ سے اُنھوں نے اپنے ڈراموں کی اکثر و بیشتر کہانیوں میں اس طبقے کے مسائل اُجاگر کیے ہیں۔وہ اسباقِ انسانیت اور انسان دوستی کے پیرو کار تھے۔اُنھوں نے ہمیشہ اپنے مختلف ڈراموں کے وسیلے سے اخلاق،تعلیم،اُمید اور مثبت پیغامات کا درس دیا ہے۔وہ اس بات کے قائل تھےکہ ہر قسم کے حالات و واقعات میں لوگوں کو پُر امید اورمثبت سوچ کا حامل رہنا چاہئے۔

اُردو زبان و ادب میں ڈرامے کی صنف کو کافی شان و شوکت حاصل ہے۔اس لحاظ سےبہت سے نامور ڈراما نگاروں نے اس صنف کی مختلف اقسام میں طبع آزمائی کی ہے۔ انھی اقسام میں ایک نوع یک بابی ڈراموں کی بھی ہے۔اس مصروف دور میں جہاں یک بابی ڈرامااپنےاختصار کی وجہ سے لوگوں میں مقبول قسم ہے،وہیں یہ ڈرامانگار کے لئے بھی ایک کڑا امتحان ہوتاہے۔کیونکہ اس میں کم سے کم وقت میں ڈراما نگار کو اپنا مدعا پیش کرنا ہوتا ہے۔

اُردو ڈراموں کے حوالے سے میرزاادیب کی خدمات کسی سے ڈھکی چھپی نہیں ہیں۔اُنھوں نےخاص طور سے اُردو کے یک بابی ڈرامے کے فروغ میں اہم کردار ادا کیا ہے۔یہی وجہ ہے کہ اُردو ڈراموں کے نقطہ نظر سے میرزا ادیب کا شمار اُردو زبان و ادب کی قد آور شخصیات میں با آسانی کیا جاسکتا ہے۔اوراس بات میں کوئی شک نہیں کہ وہ اُردو زبان میں ڈراموں کے حوالے سے ایک درخشا ں باب کی حیثیت سے ہمیشہ یادرہیں گے۔

حوالہ جات:

سلیم اختر ،ڈاکٹر''اُردو ادب کی مختصر ترین تاریخ''لاہور:سنگِ میل پبلی کیشنز ،۲۰۱۷،ص:۳۷۶

۲: انور جمال،پروفیسر''ادبی اصطلاحات''اسلام آباد:نیشنل بک فاؤنڈیشن،۲۰۱٦،ص:۱۰۴

۳: خاطر غزنوی''ڈراما منزل بہ منزل''پشاور:تاج کتب خانہ،دسمبر۱۹۹۴،ص:۵۷

۴: رفیع الدین ہاشمی''اصنافِ ادب''لاہور:سنگِ میل پبلی کیشنز،۲۰۱۲،ص:۱۳۷

۵: کرنل غلام سرور،(پیش لفظ)مشمولہ''ساتواں چراغ''از،میرزا ادیب،اسلام آباد:خورشید پرنٹرزلمیٹڈ،۱۹۸۳،ص:۴

٦: غلام حسین اظہر،ڈاکٹر(پیش لفظ)مشمولہ''ناخن کا قرض''از،میرزاادیب،لاہور:امتزاج پبلی کیشنز،فروری،۱۹۸۱، ص :۷

۷: محمد حسن،ڈاکٹر (سرِ آغاز)، مشمولہ’’لہو اور قالین‘‘از،میرزا ادیب ،لاہور:ادارہ نو،۱۹۵۵،ص: ۱۳
۸: میرزا ادیب ’’دیوار‘‘(یک بابی ڈراما)مشمولہ’’لہو اور قالین‘‘(مجموعہ)لاہور:ادارہ نو،۱۹۵۵،ص:۸۵،۸۴
۹: غلام حسین اظہر،ڈاکٹر،مشمولہ’’ناخن کا قرض‘‘از،میرزا ادیب ،لاہور:امتزاج پبلی کیشنز،۱۹۸۱،ص :۸
۱۰: میرزا ادیب ،’’دیوار‘‘(یک بابی ڈراما)مشمولہ’’لہو اور قالین‘‘(مجموعہ)لاہور:ادارہ نو،۱۹۵۵،ص:۸٦
۱۱: میرزاادیب’’سیکرٹری‘‘(یک بابی ڈراما)مشمولہ ’’آنسو اور ستارے‘‘(مجموعہ)لاہور:مکتبہ کارواں ،۱۹۵۳،ص:۱۵۵،۱۵٦
۱۲: سجاد حارث’’ادب اور جدلیاتی عمل‘‘لاہور:۱۹۷۲،ص:۱۹
۱۳: میرزا ادیب’’شیشے کی دیوار‘‘لاہور:مقبول اکیڈمی،۱۹۹۹،ص:٦٧
۱۴: محمد حسن،ڈاکٹر ، مشمولہ’’لہو اور قالین‘‘از،میرزا ادیب ،لاہور:ادارہ نو،۱۹۵۵،ص: ۲۵
۱۵: عرش صدیقی ایم ۔اے،پروفیسر’’میرزا ادیب کے بہترین افسانے‘‘لاہور:مکتبہ میری لائبریری ،س ن ،ص:۹۔
۱۶: رفیع الدین ہاشمی’’اصنافِ ادب ‘‘لاہور:سنگِ میل پبلی کیشنز،۲۰۱۲،ص:۱۴۶